بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

دعاء بعد از نماز جنازہ

ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز اور مستحب ہے۔

رحمۃ اللعالمین انیس الغریبین محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا صلیتم علی المیت فاخلصو الہ الدعاء۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میت پر نماز پڑھو تو خلوص سے اس کیلئے دعا کرو اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوا جو لوگ اس دعا سے وہ دعا مراد لیتے ہیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے ان کو اس حدیث کے اس جملہ (فاخلصو الہ الدعاء) میں غور کرنا چاہیئے۔

کیونکہ وہ دعاء جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے وہ خالصتاً میت کیلئے کہاں ہوتی ہے، وہ تمام زندوں، مردوں، غائب، حاضر، مردوں، عورتوں، سب کیلئے ہوتی ہے، جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں، کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ لو تو مرحوم کیلئے خلوص سے دعا مانگو، سو معلوم ہوا کہ اس دعا سے مراد جنازہ پڑھنے کے بعد کی دعا ہے (کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو اخلاص کے ساتھ میت کیلئے دعا مانگو)۔

(۲) نیز (اذا صلیتم علی المیت) شرط ہے اور (فاخلصو الہ الدعاء) اس کی جزا ہے۔ شرط اور جزا میں تغیر ہوتا ہے۔

[1] (ابو داؤد جلد ۲۔ جنائز (۴۵۶) و ابن ماجہ جنائز (۱۰۹) ثم مشکوۃ صلوۃ الجنائز فصل ۲۔ (۱۳۸)

(۳) حدیث مبارک میں (صلیتم) ماضی کا صیغہ ہے، اور (فاخلصوا) امر کا صیغہ ہے، اور یہاں (فا) برائے تعقیب مع الوصل ہے۔ثابت ہوا کہ نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد فوراًدعا مانگنے کا حکم ہے۔

(۴) عن ابن عمر قال ان سبقتمونی بالصلوٰۃ فلاتسبقونی بالدعاء له۔[2]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں شرکت کیلئے اس وقت پہنچے جب کہ نماز جنازہ پڑھاجاچکا تھا تو فرمایا اگر تم نے نماز جنازہ پڑھنے میں سبقت کی تو (میت کیلئے دعا کرنے میں) سبقت نہ کرو(بلکہ آؤ ملکر دعا کریں)۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قولاً فعلاً ثابت ہوا نیز (فلاتسبقونی) مجھ سے آگے نہ بڑھو یہ جملہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا، پھر (فلاتسبقونی) میں بھی (ف) برائے تعقیب مع الوصل ہے، جو بتارہاہے کہ دعا بعد نماز جنازہ عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔

بعض علماء جنازہ کی نماز کے بعد دعا کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ جنازہ کے بعد دعا کرنا قرآن، احادیث اور مذہب کی کتب سے ثابت ہے۔

---

[2] مبسوط السرخسی جلد ۲ ,باب غسل المیت (۶۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (المؤمن ۶۰)

ترجمہ: "اور تمہارے رب نے فرمایا تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

دعا عبادت ہے

حدیث شریف میں ہے الدعاء هو العبادة (یعنی دعاء عبادت ہے)۔[3]

دوسری جگہ ہے الدعاء مخ العبادة (دعاء عبادت کا مغز ہے)۔[4]

آیت اور حدیث کو ملایا جائے نتیجہ نکلتا ہے:

"جو لوگ عبادت سے روکتے ہیں وہ دوزخی ہیں"۔ (العیاذ باللہ)

اس کا صغریٰ اور کبریٰ اس طرح بنے گا:

صغریٰ: مَانِعُ الدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ مُسْتَکْبِرٌ۔

---

[3] (أخرجه الترمذی فی جامعه، کتاب التفسیر عن رسول الله ﷺ، باب: ومن سورة البقرة، ۲۱۱/۵، الرقم: ۲۹۶۹، وفی کتاب: الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب: ماجاء فی فضل الدعاء، ۴۵۶/۵، الرقم: ۳۳۷۲، وأبو داؤد فی السنن، کتاب الصلاة، باب الدعاء، ۷۶/۲، الرقم: ۱۴۷۹، وابن ماجة فی السنن، کتاب: الدعاء باب فضل الدعاء، ۱۲۵۸/۲، الرقم: ۳۸۲۸، والنسائی فی السنن الکبری، سورة المؤمن ۶۰، ۴۵۰/۶، الرقم: ۱۱۴۶۴، وابن حبان فی الصحیح، ۱۷۲/۳، الرقم: ۸۹۰، والحاکم فی المستدرک، ۶۶۷/۱، الرقم: ۱۸۰۲، وأحمد بن حنبل فی المسند، ۲۶۷/۴، ۲۷۱، ۲۷۶، ومسند أبو یعلی، ۲۶۲/۱، الرقم: ۳۲۷، و المسند الطیالسی، ۱۰۸/۱، الرقم: ۸۰۱)

[4] (أخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الدعاء عن رسول الله ﷺ، باب: ماجاء فی فضل الدعاء، ۴۵۶/۵، الرقم: ۳۳۷۱، والدیلمی فی الفردوس بماثور الخطاب، ۲۲۴/۲، الرقم: ۳۰۸۷، والحکیم الترمذی فی نوادر الأصول، ۱۱۳/۲، وابن رجب فی جامع العلوم والحاکم، ۱۹۱/۱، والمنذری فی الترغیب والترهیب، ۳۱۷/۲، الرقم: ۲۵۳۴)

کبریٰ: وَ کُلُّ مُسْتَکْبِرٍ سَیَدْخُلُ جَھَنَّمَ دَاخِرًا۔

نتیجۃ: مَانِعُ الدُّعَاءِ بَعْدَ صَلوٰۃِ الْجَنَازَۃِ سَیَدْخُلُ جَھَنَّمَ دَاخِرًا۔

صغریٰ: نماز جنازہ کے بعد دعا سے روکنے والا متکبر ہے۔

کبریٰ: ہر متکبر دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہو گا۔

نتیجہ: نماز جنازہ کے بعد دعا سے روکنے والا عنقریب دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہو گا۔

لہٰذا منکرین دعا بعد جنازہ کو ان آیات کی روشنی میں غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ منکرین دعا بعد جنازہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ وہی ہدایت دینے والا ہے۔

شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۲۹ علی هامش شرح الوقایه میں المفتی عبد الرحیم عفی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من صلی صلوۃ الجنازۃ ولم یقرء الدعاء لا یجوز جنازتہ لان الدعاء شرط بعد الصلوۃ وقال المعتزلۃ لا یفید الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لان الصلوۃ دعاء من وجہ قلت امر رسول اللہ ﷺ بدعاء بمکۃ حین سئل عمر رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ ای فائدۃ بدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ فقال رسول اللہ ﷺ ھذا امر منھی فی حق الکافرین کذا فی الدرر۔

ترجمہ: جس نے نماز جنازہ ادا کی اور اس کے بعد دعا نہ کی تو اس کا نماز جنازہ درست نہیں اس لئے کہ دعا بعد نماز جنازہ شرط ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کوئی فائدہ نہیں دیتی اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نماز جنازہ بھی ایک وجہ سے دعاء ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے امر فرمایا مکہ مکرمہ میں دعاء کے ساتھ جب آپ ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ نماز جنازہ کے بعد دعاء کوئی فائدہ دیتی ہے کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امر ممنوع ہے کفار کے حق میں (یعنی کافروں کے لئے دعا کرنا منع ہے، نہ کہ مسلمانوں کے لئے)۔

اور حاشیہ شرح الوقایہ لمفتی محمد داؤد پشاوری ج ۱ ص ۲۲۴ پر بھی اس طرح ہے:

مذکورہ بالا عبارت میں منھیّ فی حقّ الکافرین پر اگر غور کیا جائے تو اس سے پوری وضاحت سامنے آجائے گی۔ ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے لفظِ حقّ مصدر مضاف ہے اور الکافرین مضاف الیہ ہے۔ اب اگر یہ حقّ مصدر بمعنی فاعل کے ہو تو معنٰی یہ بنے گا کہ نماز جنازہ کے بعد کی دعا کو کافر ممنوع قرار دیتے ہیں اور اگر حقّ مصدر بمعنی مفعول کے ہو تو معنٰی یہ بنے گا کہ نماز کے بعد کی دعا کافروں کے لئے ممنوع ہے۔ تو بنا بر تقدیرِ اوّل مانعین کافر ہو جاتے ہیں اور بنا بر تقدیرِ ثانی مردے کافر ہو جاتے ہیں۔ تو مانعینِ دعا یا تو خود کافر ہیں اور یا مردوں کو کافر سمجھتے ہیں اس لئے دعا نہیں کرتے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

فالوعید اِنما ھو فی حق من ترک الدعاء استکبارا و من فعل ذلک کفر۔[5]

ترجمہ: تو وعید ان لوگوں کے حق میں ہے جس نے تکبر کی وجہ سے دعا چھوڑ دی اور جس نے یہ کام کیا تو وہ کافر ہوا۔

جب دوزخی کو دوزخ میں ڈالا جائے تو وہ یہ دعاء کریں گے:

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (۱۰۷) قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (۱۰۸) إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (۱۰۹) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ (۱۱۰) إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ (المؤمنون ۱۱۱)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں، رب فرمائے گا دُتکارے (ذلیل ہو کر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو، بے شک میرے

[5] (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۴)

بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنالیا یہاں تک کہ اُنہیں بنانے کے شُغل میں میری یاد بھول گئے اور تم اُن سے ہنسا کرتے۔بے شک آج میں نے اُن کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **تفسیر کبیر** میں دعاء کی وضاحت پر قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ بیان کی ہیں۔

تو آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ ما يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلا دُعاؤُكُمْ وَالْآيَاتُ كَثِيرَةٌ فِي هَذَا الْبَابِ فَمَنْ أَبْطَلَ الدُّعَاءَ فَقَدْ أَنْكَرَ الْقُرْآنَ اه۔[6]

ترجمہ: تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو۔اس بارے میں بہت سی آیات ہیں تو جس نے دعا باطل کی تو یقیناً اس نے قرآن پاک سے انکار کیا۔

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ دعا سے استکبار (تکبر) کرنے والا کافر ہے۔

استکبار کا معنی ہے "خود را بزرگ مرتبہ پندا شتن و گردن کشے کردن" **(غیاث اللغات بحوالہ مویدو منتخب)** یعنی اپنے آپ کو بزرگ سمجھنا اور بڑا سمجھ کر کسی کام سے پہلو تہی کرنا۔اور دعا کرنے والوں کو برا بھلا کہنے والا خود دوزخی ہے۔

---

[6] (تفسیر کبیر، ج۴، ص ۱۰۹)

خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی المکی رحمہ اللہ **فتاوی حدیثیه** میں لکھتے ہیں:

لا ینکر الدعاء الا کافر مکذب بالقرآن۔[7]

مکتبہ فکر دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا قول:

فتحصل من هذا کله ان الدعاء دبر الصلوٰت مسنون ومشروع فی المذاهب الاربعة لم ینکر الا ناعق مجنون قد ضل فی سبیل هواه و وسوس له الشیطان فاغواه۔[8]

ترجمہ: پس ان تمام احادیث اور عبارات مذاہب سے یہ حاصل ہوا کہ تمام نمازوں کے بعد دعاء کرنا چاروں مذہبوں میں مسنون و مشروع ہے۔ اس کا انکار سوا اس جاہل، مجنون کے کسی نے نہیں کیا جو اپنی ہوائے نفسانی کے راستہ میں گمراہ ہو گیا اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کو بہکایا۔

نیز مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

بعد نماز عیدین کے دعاء مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوا۔[9]

---

[7] (الفتاویٰ الحدیثیۃ، ص ۱۲۶)

[8] (امداد الفتاوٰی ج ۱ ص ۱۵۷ اشرف علی تھانوی دیوبندی)

[9] (بہشتی زیور۔ص ۱۸ جلد ۱۱)

قابل غور بات ہے کہ نماز عیدین کے بعد خیر القرون میں دعاء مانگنا ثابت نہیں تو پھر بھی دعاء مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مسنون قرار پایا تو نماز جنازہ کے بعد تو خیر القرون میں دعاء مانگی جاتی رہی جیسے اوپر مذکور ہوا پھر کیوں انکار کیا جاتا ہے مگر ضد کا علاج نہیں۔

بد مذہب لوگ نماز جنازہ کو دعاء بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نماز نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر اپنی صحیح میں مستقل باب باندھا ہے۔ جس کا نام ہے **"باب سنة الصلوٰة علی الجنازة"** اس باب کے عنوان کے تحت امام بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں:

أَي: هَذَا بَاب فِي بَيَان سنة الصَّلَاة على الْجِنَازَة، وَالْمرَاد من السّنة مَا شَرعه النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي صَلَاة الْجِنَازَة من الشَّرَائِط، والأركان. وَمن الشَّرَائِط أَنَّهَا لَا تجوز بِغَيْر الطَّهَارَة، وَلَا تجوز عُريَانا، وَلَا تجوز بِغَيْر اسْتِقْبَال الْقبْلَة. وَمن الْأَركان: التَّكْبِيرَات. وَقَالَ الْكرْمَانِي: غَرَض البُخَارِيّ بَيَان جَوَاز إِطْلَاق الصَّلَاة على صَلَاة الْجِنَازَة، وَكَونهَا مَشْرُوعَة، وَإِن لم تكن ذَات الرُّكُوع وَالسُّجُود.

یعنی یہ باب جنازہ پر "نماز" کے سنت ہونے کے بیان میں ہے (دعا کے نہیں) اور سنت سے مراد یہ ہے کہ جسے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز جنازہ میں شرائط و ارکان کے ساتھ مشروع فرمایا ہے۔ اس (نماز جنازہ) کی شرائط میں سے یہ ہے کہ یہ بغیر طہارت اور عریان (برہنہ) حالت میں جائز نہیں اور نہ ہی قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر جائز ہے اور اس کے ارکان میں سے تکبیرات ہیں اور کرمانی نے کہا ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی (باب کا عنوان **سنة الصلوٰة علی الجنازة**) سے غرض صلوٰۃ جنازہ پر نماز کے اطلاق کے جواز کا بیان ہے۔ اور اس کا مشروع ہونا ہے۔ اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں۔[10]

[10] (عمدۃ القاری للعینی، ج ۷، ص ۱۲۲، مطبوعۃ احیاء التراث بیروت)

اس مقام پر اس سے ملتا جلتا کلام علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی فرمایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

قال الزین بن منیر المراد بالسنة ما شرعه النبی ﷺ فهی اهم من الواجب و المندوب۔ الی قوله، و لیست بمجرد الدعاء فلا تجزی بغیر الطهارة۔

زین بن منیر نے کہا سنت سے مراد یہ ہے کہ جسے نبی ﷺ نے مشروع فرمایا اور یہ واجب اور مندوب سے اہم ہے الی قولہ، اور یہ صرف دعاء نہیں (اور اسکی دلیل یہ ہے کہ یہ) بغیر طہارت جائز نہیں۔[11]

اس باب کے تحت امام بخاری جو پہلی حدیث لائے ہیں اس کا بعض حصہ ملاحظہ ہو تا کہ بات مزید واضح ہو جائے:

قال النبی ﷺ من صلی علی الجنازة وقال صلوا علی صاحبکم وقال صلوا علی النجاشی سماها صلاة لیس فیها رکوع و لا سجود و لا یتکلم فیها تکبیر و تسلیم و کان ابن عمر لا یصلی عند طلوع الشمس و لا غروبها۔ و فیها۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جنازہ پر نماز پڑھی اور فرمایا اپنے صاحب (ساتھی) پر نماز پڑھو۔ اور فرمایا نجاشی پر نماز پڑھو، آپ ﷺ نے اسے نماز کا نام دیا اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں۔ (لیکن) اس میں کلام نہیں کیا جاتا اور اس میں تکبیر و سلام بھی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ صرف طاہر (باوضو) حالت میں نماز پڑھتے اور طلوع شمس اور اس کے غروب کے وقت نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ اور اس میں۔[12]

---

[11] (فتح الباری علی البخاری للعسقلانی، ج ۳، ص ۱۴۸)

[12] (صحیح البخاری، سنة الصلوٰة علی الجنازة)

قارئین کرام ذراغور فرمائیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً جنازہ پر،، نماز،، کے سنت (مشروع)ہونے پر باب باندھا۔اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف فرامین اس بات پر نقل کیے کہ صلوٰۃ الجنازہ میں لفظ،، صلوٰۃ،،سے مراد اس کا لغوی اور حقیقی معنی ''دعا'' نہیں بلکہ اس سے مراد ارکان مخصوصہ کی ادائیگی ہے اوروہ نمازہے (جوکہ منقول شرعی ہے) پھراس صلوٰۃ کو نماز ثابت کرنے کیلئے بطور دلیل یہ ذکر کیا کہ حضور نے اسکانام صلاۃ رکھاہے اگرچہ اسمیں رکوع و سجود نہیں لیکن اس میں کلام نہیں کیاجاتا (جس طرح دیگر نمازوں میں کلام نہیں کیاجاتا) اوردوسری نمازوں کی طرح اس میں تکبیر (افتتاح جوکہ دوسری نمازوں میں رکن ہے اسمیں بھی رکن ہے)اور سلام بھی ہے اور (جس طرح دیگر نمازیں طلوع شمس اوراسکے غروب کے وقت ادانہیں کی جاتیں)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما(نماز جنازہ کو بھی)ان اوقات منہیہ میں ادانہ فرماتے۔

اب ذرا حدیث کے الفاظ پر علامہ عینی حنفی کا تبصرہ ملاحظہ فرماکر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں آپ فرماتے ہیں:

وَقَالَ النبيُّ صلى الله عَلَيهِ وَسلم مَنْ صَلَّى عَلَى الجَنَازَةِ هَذَا اسْتدلَّ بِهِ البُخَارِيّ على جَوَاز إِطْلَاق الصَّلَاة على صَلَاة الْجِنَازَة، فَإِنَّهُ صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ: من صلى على الْجِنَازَة ... فَأطلق بِلَفْظ (صلى على الْجنَازَة)، وَلم يقل: من دَعَا للجنازة۔الی قوله۔

یعنی (حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ فرمان کہ جس نے جنازہ پر صلوٰۃ (نماز) پڑھی) اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صلاۃ الجنازہ پر نماز کے اطلاق پر استدلال کیاہے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ جس نے جنازہ پر نماز پڑھی۔پس آپ ﷺ نے **صلی علی الجنازہ** کے لفظ سے اطلاق فرمایااور یہ نہ فرمایاکہ جس نے جنازہ کیلئے دعا کی۔

پھر حضور ﷺ کے اس قول صلوا علی صاحبکم کے تحت فرماتے ہیں:

هَذَا اسْتدلَّ بِهِ على مَا ذهب إِلَيْهِ من إطْلَاق الصَّلَاة على صَلَاة الْجِنَازَة بِالْأَمر بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا حَيْثُ قَالَ: (صلوا)۔

کہ اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صلاۃ جنازہ پر نماز کے اطلاق پر استدلال کیا ہے جو کہ نماز کے امر (حکم) کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "صلوا" یعنی تم نماز پڑھو۔

پھر حدیث کے الفاظ "سَمَّاهَا صَلاةً لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلاَ سُجُودٌ" کے تحت فرماتے ہیں:

أَي: سمى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْهَيْئَة الْخَاصَّة الَّتِي يدعى فِيهَا للْمَيت: صَلَاة، وَالْحَال أَنه لَيْسَ فِيهَا رُكُوع وَلَا سُجُود۔

یعنی حضور رحمت عالم ﷺ نے ہیئت مخصوصہ جس میں میت کیلئے دعا کی جاتی ہے کو نماز کا نام دیا اور حال یہ ہے کہ اس میں نہ رکوع ہے اور نہ سجود۔

وَلاَ يُتَكَلَّمُ فِيهَا وَفِيهَا تَكْبِيرٌ وَتَسْلِيمٌ کے تحت فرماتے ہیں:

اَي: وَلَا يتَكَلَّم فِي صَلَاة الْجِنَازَة, وَهَذَا أَيْضا من جملَة جَوَاز إطْلَاق الصَّلَاة على صَلَاة الْجِنَازَة بِإِثْبَات مَا هُوَ من خَصَائِص الصَّلَاة، وَهُوَ عدم التَّكَلُّم فِي صَلَاة الْجِنَازَة كَالصَّلَاةِ۔

یعنی نماز جنازہ میں گفتگو نہ کی جائے۔ یہ بھی نماز جنازہ پر نماز کے اطلاق کے جواز کے جملہ سے ہے نماز کے خصائص کو ثابت کرنے کیلئے اور وہ نماز جنازہ میں عدم تکلم ہے (دوسری) نماز کی طرح۔

قَوْله: (وفيهَا) أَي: وَفِي صَلَاة الْجِنَازَة (تَكْبِير وَتَسْلِيم) كَمَا فِي الصَّلَاة۔

یعنی حدیث کے الفاظ "فیھا" یعنی نماز جنازہ میں تکبیر بھی ہے اور تسلیم بھی ہے جیسے دوسری نماز میں ہیں۔

وكانَ ابنُ عُمَرَ لاَ يُصَلِّي إلاّ طَاهِرا وَلاَ تُصَلّى عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلاَ غُرُوبِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْه

کے تحت علامہ عینی لکھتے ہیں:

هَذَا أَيْضا مِمَّا استدلّ بِهِ البُخَارِيّ على إطْلَاق الصَّلَاة على صَلَاة الْجنَازَة۔

هَذِه ثَلَاث مسَائِل

الأولى: أَن عبد الله ابْن عمر كَانَ لَا يُصَلِّي على الْجنَازَة إلاّ بِطَهَارَة, وَقَالَ ابْن بطال: كَانَ غَرَض البُخَارِيّ بِهَذَا الرَّد على الشّعبِيّ, فَإِنَّهُ أجَاز الصَّلَاة على الْجنَازَة بِغَيْر طَهَارَة, قَالَ: لِأَنَّهُ دُعَاء لَيْسَ فِيهَا رُكُوع وَلَا سُجُود. قَالَ: وَالْفُقَهَاء مجمعون من السّلف وَالْخلف على خلاف قَوْله. انْتهى۔

یہ بھی ان باتوں میں سے ہے جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صلاة على الجنازه پر نماز کے اطلاق پر استدلال فرمایاہے اور یہ تین مسائل ہیں۔پہلا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف طہارت کی حالت میں نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کا اس سے مقصود شعبی کا رد ہے جس نے نماز جنازہ کو بغیر طہارت جائز قرار دیا(اوراسکی دلیل یہ دی کہ)چونکہ اس میں رکوع و سجود نہیں اسلئے کہ یہ دعاہے جب کہ سلف و خلف میں سے فقہاء کا شعبی کے اس قول کے خلاف پر اجماع ہے (یعنی شعبی کے اس قول کے خلاف کہ صلاۃ الجنازہ دعاہے نماز نہیں)ابن بطال کا قول ختم ہوا۔

قلت: وَقَالَ بِهِ أَيْضا مُحَمَّد بن جرير الطَّبَرِيّ والشيعة, وَقَالَ أَبُو عمر: قَالَ ابْن علية: الصَّلَاة على الْمَيِّت اسْتِغْفَار, وَالِاسْتِغْفَار يجوز بِغَيْر وضوء۔

(علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی قول ابن جریر طبری اور شیعہ کا ہے اورابو عمر نے کہا کہ ابن علیۃ کا قول ہے کہ صلاۃ علی المیت استغفار ہے اوراستغفار بغیر وضو جائز ہے۔[13]

(نوٹ:علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حوالے سے مزید سیر حاصل بحث کی ہے جسے ہم عمداً بخوف طوالت ترک کررہے ہیں۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس روایت کے تحت علامہ ابن حجر عسقلانی کا تبصرہ اور شرح بھی ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن چونکہ آپ شافعی المسلک ہیں اس لئے اس موضوع پر لے دے سے بچتے ہوئے سوائے ایک مقام کے ہم نے علامہ عسقلانی کا تبصرہ نقل نہیں کیا۔)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی صحیح بخاری میں مذکورہ روایت کو امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطاکے اندر معمولی تغیر کے ساتھ روایت فرمایاہے یہ بھی ملاحظہ ہو۔ موطاامام محمد میں آپ نے ،،باب الرجل تدرکہ الصلاۃ علی الجنازۃ وہو علی غیر وضوء،، کے نام سے باب باندھاہے اوراسمیں آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہماوالی حدیث کو ان الفاظ سے روایت فرماتے ہیں۔

اخبرنامالک اخبرنانافع عن ابن عمرانہ کان یقول لایصلی الرجل علی جنازۃ الاوھوطاھر۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ فرمایاکرتے تھے کہ آدمی کسی جنازہ پر نمازنہ پڑھے مگر اس حال میں کہ وہ طاہر (باوضو)ہو۔

---

[13] (عمدۃالقاری علی البخاری، للعینی، ج۷، ص ۲۴-۱۲۲)

”قال محمد و بھذانا خذ لا ینبغی ان یصلی علی الجنازۃ الا و ھو طاھر“۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ہم یہ اخذ کرتے ہیں کہ جنازہ پر نماز صرف حالت طہارت میں (باوضو ہو کر) ہی پڑھی جائے۔

مؤطا کی اس روایت پر امام عبدالحی لکھنوی کے حاشیہ، مسماۃ التعلیق المجد، کی عبارت بھی ملاحظہ ہو:

قولہ الا وھو طاھر لحدیث لا یقبل اللہ الصلاۃ بغیر طھور وسمی ﷺ الصلاۃ علی الجنازۃ صلوۃ فی نحو قولہ صلوا علی صاحبکم و قولہ فی النجاشی فصلوا علیہ۔

حدیث کے الفاظ **الا ھو طاھر**۔ یہ اس حدیث کی وجہ سے ہے کہ ،،اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ اور حضور سرور دو عالم ﷺ نے صلاۃ علی الجنازہ کو نماز سے موسوم فرمایا جس طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے تم اپنے صاحب پر نماز پڑھو اور نجاشی کے (جنازہ کے متعلق) آپ کا ارشاد ہے پس تم اس پر نماز پڑھو۔[14]

قارئین کرام: مذکورالصدر حدیث (من البخاری و الموطا) پر بحث و نظر کے بعد درج ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

فوائد:

ا) امام بخاری کا اس بات پر مستقل باب باندھنا کہ جنازہ پر ،،نماز،، سنت (مشروع) ہے نہ کہ دعا اور اس کی تائید میں امام بدرالدین عینی حنفی اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی تصریحات کہ باب کے عنوان کا معنی نماز ہے نہ کہ دعا۔

[14] (موطاامام محمد مع التعلیق الممجد، ص ۱۷۰)

۲) صحیح بخاری کے متن کے اندر ہی اس بات کی صراحت کا پایا جانا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد کہ ”جس نے نماز جنازہ پڑھی“۔

۳) تم اپنے صاحب پر نماز پڑھو۔

۴) تم نجاشی پر نماز پڑھو۔

۵) شارع علیہ السلام نے صلاۃ علی الجنازہ کو نماز سے موسوم فرمایا۔ اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں۔ لیکن اس میں دوسری نمازوں کی طرح گفتگو نہیں کی جاتی ۔ اوراس میں سلام پھیرنا بھی ہے اور تکبیر بھی۔ جو کہ دوسری نمازوں میں شرائط ہیں اوراس میں بھی۔

۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف طہارت میں نماز جنازہ ادا فرمانا اوراسے دیگر نمازوں کی طرح اوقات منہیہ میں ادا نہ فرمانا۔

۷) ان سب نکات پر علامہ بدرالدین عینی حنفی کا تبصرہ کہ امام بخاری کا مقصود اس متن سے ان تمام وجوہ میں صلوٰۃ علی الجنازۃ کو دعا نہیں بلکہ نماز ثابت کرنا ہے۔

۸) آخر میں امام عینی کا فرمان کہ صلوٰۃ علی الجنازہ کے نماز ہونے پر تمام سلف و خلف فقہائے کرام نے اجماع قائم کیا ہے اوراسکی مخالفت یا ابن جریر طبری نے کی یا شیعہ نے۔

۹) ابن علیہ کا قول جو کہ سلف و خلف فقہائے کرام کے اجماع کے خلاف ہے نقل کیا کہ اسکے نزدیک صلاۃ علی الجنازہ فقط استغفار ہے اوراستغفار بغیر وضو کے جائز ہے۔

۱۰) امام بخاری شافعی، امام ابن حجر عسقلانی شافعی، امام بدرالدین عینی حنفی کی طرح سرخیل احناف امام محمد بن حسن شیبانی کا اپنی موطا میں اسی عبداللہ بن عمر والی حدیث کو لانا اورامام عبدالحی لکھنوی

کاموطاکے حاشیہ پر اس حدیث مذکور کی غرض بیان کرتے ہوئے صلوۃ علی الجنازہ کو نماز ثابت فرمانا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

تنبیہ: (ان نکات کی روشنی میں نجدی فکر کے حامل علماء کو چاہیئے کہ وہ بغیر وضو، بغیر استقبال قبلہ، بغیر ستر عورت وغیرہ کے نماز جنازہ کے جواز کا فتویٰ دیں)

اگرچہ اس موضوع پر ذخیرہ احادیث کی رو سے مزید علی التفصیل بحث و نظر کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور "خیر الکلام ماقل ودل ولم یمل" اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس قول کہ "اگر درخانہ کس است یک حرف بس است" کے مصداق ہم اقوال فقہاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

فنقول وباللہ التوفیق وھو المستعان

لیکن اس سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ مانعین دعابعد جنازہ ان مبتدعین کی طرف سے ہمارے (اہل سنت کے) اوپر یہ اتہام کہ صلاۃ علی جنازہ سے مراد دعاہے اور نماز کے بعد دعا کی فضیلت میں مذکوراحادیث وآثار کو جنازہ کے بعد دعا پر محمول کرنا خلط مبحث ہے، باطل ہو گیا۔فللہ الحمد۔لہٰذا ثابت ہوا کہ صلوٰۃ علی الجنازہ سے مراد دعالینانہ توحدیث کی منشاء کے مطابق ہے اور نہ شارحین حدیث کے نظریہ کے موافق، بلکہ صحیح بات وہی ہے جس کو ہم نے دلائل وبراہین کی روشنی میں ذکر کر دیا۔

فالحمدللہ علی ذلک۔

اب ملاحظہ ہوں اقوال فقہاء کرام بالاختصار:

۱)امام محمد "الجامع الصغیر "(جو کہ احناف کی کتب ظاہر الروایہ میں سے ہے)میں "باب فی حمل الجنازۃ والصلوٰۃ علیھا"میں اس طرح رقمطراز ہیں:

قوم صلوا علی الجنازۃ رکبانا اجزاھم فی القیاس ولا یجزیھم فی الاستحسان۔

یعنی قوم اگر سوار ہو کر نماز جنازہ پڑھے تو انہیں قیاس میں یہ بات کفایت کرتی ہے لیکن استحسان میں یہ بات جائز نہیں۔

۲)امام عبد الحی لکھنوی استحسان کے تحت فرماتے ہیں:

"قولہ فی الاستحسان, لانہ صلاۃ من وجہ لوجود التحریمۃ ولھذا یشترط فیہ الطھارۃ واستقبال القبلۃ فلایجوز راکبا من غیر عذر استحساناً"۔

یعنی سوار ہو کر نماز جنازہ جائز نہیں کیونکہ تحریمہ ہونیکی وجہ سے یہ بھی ایک طرح سے نماز ہی ہے اسلئے اسمیں تحریمہ اوراستقبال قبلہ شرط ہے،پس یہ بلا عذر استحساناً سوار ہو کر جائز نہیں۔[15]

۳)اسی بات کو شرح الوقایہ جو کہ فقہ حنفی کی معروف کتاب ہے اور درسیات میں شامل ہے میں بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے۔

ولم تجز راکبا استحساناً۔الاستحسان ھو الدلیل الذی فی مقابلۃ القیاس الجلی الذی یسبق الیہ الافھام والقیاس ھھنا ان یجوز راکباً لانہ لیس بصلاۃ لعدم الارکان بل ھو دعاء والاستحسان انھا صلاۃ من وجہ لوجود التحریمۃ فلایترک القیام من غیر عذر احتیاطاً۔

نماز جنازہ استحساناً سوار ہو کر جائز نہیں۔استحسان اس قیاس جلی کے مقابلے میں ہے کہ جس کی طرف ذہن سبقت کرتے ہیں۔اور قیاس یہ ہے کہ یہ نماز جنازہ سوار ہو کر پڑھنا میں جائز ہو کیونکہ یہ

---

[15] (الجامع الصغیر للامام محمد و شرحہ النافع الکبیر للام عبد الحی لکھنوی، ص ۹۰)

عدم ارکان (رکوع و سجود وغیرہ) کی وجہ سے نماز نہیں بلکہ دعا ہے۔ لیکن استحسان یہ ہے کہ یہ من وجہ وجود تحریمہ کے سبب سے نماز ہی ہے لہذا احتیاطاً بغیر عذر قیام کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

۴) اور ساتھ ہی اس کے حاشیہ مسماۃ،، عمدۃ الرعایہ،، پر اسکی وضاحت بایں الفاظ مذکور ہے۔

قوله لوجودالتحريمة ـ ولوجود السلام واشتراط الطهارة واستقبال القبلة ونحوهمامما يشترط للصلوت ولذااطلق عليهالفظ الصلوٰة اطلاقاشائعاً۔

نماز جنازہ تحریمہ، سلام، طہارت اور استقبال قبلہ کی شرائط کے سبب جو کہ دوسری نمازوں میں شرائط ہیں، نماز ہی ہے اسلئے اس پر لفظ صلوٰۃ (نماز) کا اطلاق بطور اطلاق شائع کیا گیا ہے۔[16]

۵) اس کے ساتھ ہی فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ شریف کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔

فان صلوا ركباناا جزاهم في القياس۔ لانهادعاء وفي الاستحسان لاتجزيهم لانهاصلوة من وجه لوجود التحريمة فلايجوز تركه من غير عذر احتياطاً۔

پس اگر لوگ سوار ہو کر نماز جنازہ پڑھیں تو قیاس کے مطابق انہیں کفایت کرے گا کیونکہ (قیاس کی روسے) یہ دعا ہے۔ اور استحسان (دلیل خفی) میں اس کو سوار ہو کر پڑھنا انہیں کفایت نہ کریگا۔ کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے نماز ہی ہے (اور اسکی دلیل یہ ہے کہ) اس میں تکبیر تحریمہ ہے لہذا بغیر عذر قیام کو ترک کرنا احتیاطاً درست نہیں۔[17]

---

[16] (شرح الوقایہ اولین مع عمدۃ الرعایہ، ص ۲۵۴، ۵۵)

[17] (ھدایہ اولین، فصل فی الصلاۃ علی المیت، ص ۱۹۳)

۲) حاشیہ طحطاوی علی المراقی میں مذکور ہے:

(قوله فرض كفاية) بالاجماع فيكفر منكرها لانكار الاجماع كذافى البدائع والقنية والاصل فيه قوله تعالىٰ (وصل عليهم) التوبة :۱۰۳ وقوله ﷺ صلوا على كل بر و فاجر[18] الى قوله۔ ويصح النذر بها لانها قربة مقصودة۔ الخ،

(نماز جنازہ فرض کفایہ ہے) کے تحت امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ بالاجماع (فرض کفایہ) ہے اوراسکا منکر اجماع کے انکار کی وجہ سے کافر ہے۔ جیسا کہ بدائع اور قنیہ میں ہے اوراس میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "آپ ﷺ ان پر نماز پڑھیں" اور حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ "ہر نیک اور بد پر نماز جنازہ پڑھو" الی قوله۔ اور نماز جنازہ کی نذر ماننا جائز ہے کیونکہ یہ قربت (عبادت) مقصودہ ہے۔[19]

عبارات فقہاء کرام کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز جنازہ بھی دوسری نمازوں کی طرح نماز ہے کیونکہ اس میں بھی دیگر نمازوں کی طرح شرائط مثلاً طہارت، تحریمہ اور ارکان قیام اور سلام ہیں اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں۔

اور نماز جنازہ کی یہ شرائط معترض کے نزدیک بھی مسلم ہیں۔ اگر اس کے متعلق دعاواستغفار کا قول کیا جائے تو اول تو یہ اہل سنت (احناف) کا مختار ہی نہیں بلکہ ابن جریر طبری، شیعہ اور ابن علیہ کا مختار ہے۔ (کمامر)

اگر یہ فقط دعاواستغفار ہو تو اسمیں طہارت اور دیگر شرائط وارکان ملحوظ نہ ہوں کیونکہ یہ چیزیں دعاوغیرہ میں شرط نہیں۔

---

[18] (رواه الدار القطني فی سننه، ج ۲ ص ۵۷)

[19] (طحطاوی علی المراقی، ج ۲، ص ۲۴۰)

اب فرمایئے کہ نماز جنازہ کو دعا کہنے والا دلائل مذکورہ کی روشنی میں احناف کا وکیل ہے۔۔۔؟

یا۔۔۔۔شیعہ کا۔۔؟ اور وہ در پردہ کس کے مذہب کو تقویت پہنچانے میں مشغول ہے۔۔۔۔؟

اگر اس طرح کا وکیل ہو تو۔۔۔الحذر۔۔۔الحذر۔۔۔الحذر

ہمارے ان جملوں کے متعلق غیر مقلدین حضرات بھی غور کریں۔ گو کہ وہ فقہائے کرام کی عبارات کو حجت تسلیم نہیں کرتے لیکن بخاری، جس کو وہ بھی کتاب اللہ کے بعد سب سے معتبر کتاب گردانتے ہیں۔اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی طور پر باب ہی اس غرض سے باندھا ہے تا کہ نماز جنازہ کا ''نماز'' ہونا ثابت ہو سکے۔

آخر میں منکرین دعا بعد نماز جنازہ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ طحطاوی کی مذکورہ عبارت کو بار بار غور سے پڑھیں اور اپنے ایمان کی فکر کریں۔توبہ کا دروازہ کھلا ہے لیکن اگر توبہ کی توفیق نہ ہو تو دوسروں کو اپنے ساتھ گمراہ کرنے کا آپ کو کوئی اختیار نہیں۔واللہ الموفق للھدایۃ۔

وتحقق ماذکروا ان کون الدعاء غیر جائز لم یقل بہ احد کمانقل عن حمقۃ زماننا ممن لاشعور لھم فی علم الدین بوجہ من اھل البدعۃ المستحدثۃ طھر اللہ الارض منھم بمنہ تتمہ مجمع البحار (۲۵)

(اقوال مذکورہ سے) یہ بات محقق ہوگئی (تحقیق تک پہنچ گئی) کہ (بعد نماز جنازہ) دعا کرنا جائز ہے (دعا بعد نماز جنازہ کا انکار کسی نے نہیں کیا سوائے) ہمارے زمانے کے ان احمقوں نے جو علم دین سے نابلد ہیں جو دین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ (یہ احمق) اہل بدعت ہیں (انہوں نے دعا بعد الجنازہ سے انکار کرکے دین میں) ایک نئی بدعت ایجاد کی۔اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم کیساتھ ان (پلیدوں سے) زمین کو پاک فرمادے۔

ارشادباری تعالیٰ ہے کہ:

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (التوبة ٦٧)

"منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اوراپنی مٹھی بند رکھیں اوروہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بے شک منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔"

اس سے معلوم ہو گیا کہ (ویقبضون ایدیھم) کا ترجمہ تفسیر ایضاح القرآن باالقرآن میں اس طرز پر ہے کہ (ای عن الانفاق فی سبیل اللہ او عن رفعھما فی الدعاء الی اللہ تعالیٰ) یعنی منافقین روکتے ہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے یا دعا میں ہاتھ اٹھانے سے۔[20]

والسنة فی الادعیة تاخیرھا عن الصلاۃ۔[21]

دعاؤں میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو دعائیں مانگی جائیں۔(ادعیہ میں تاخیر از تکمیل نماز سنت طریقہ ہے) نماز جنازہ بھی نماز ہے۔

وفی البحران السنة تأخیر الدعاء عن الصلٰوۃ لانه ھو السنة فی الادعیة۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صلٰوۃ جنازہ یقینی نماز ہے۔[22]

ارفع یدیک عقیب الصلاۃ عندالدعاء۔

ترجمہ: نماز کے بعد دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاؤ۔[23]

---

[20](جلداول صفحه ۵۴۸ رکوع ۸ جز ۱۰ ومثله فی تفسیر حسینی)

[21](هداية ۲۲۵)

[22](جلددوم صفحه ۱۶۷)

[23](تفسیر روح المعانی تفسیر قوله تعالیٰ فصل لربک وانحر صفحه ۳۱۶ جز ۳۰ جلد ۱۰)

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قیل لرسول اللہ ﷺ أی الدعاء اسمع؟ قال: جوف اللیل الآخر، ودبر الصلوات المکتوبات۔[24]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کس وقت کی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا رات کے آخری حصے میں (کی گئی دعا) اور فرض نمازوں کے بعد (کی گئی دعا جلد مقبول ہوتی ہے۔)[25]

عمدۃ المفسرین زبدۃ العارفین محمد یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر یعقوب چرخی میں لکھتے ہیں کہ بندہ جب نماز پڑھ لیتا ہے اور دعا نہیں مانگتا تو اس کی نماز اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

نماز کے بعد دعا مانگنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (۷) وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (الم شرح ۸)

توجب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں آئمہ کے کیا اقوال ہیں تاکہ اس کا معنی سمجھ میں آسان ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (م ۶۸ھ) فرماتے ہیں:

ویقال اذا فرغت من الصلاۃ المکتوبۃ فانصب فی الدعاء۔

---

[24] (رواہ الترمذی والنسائی، وقال الترمذی ھذا الحدیث حسن۔)

[25] (اخرجہ الترمذی فی السنن کتاب: الدعوات عن رسول اللہ ﷺ باب: (۷۹)، ۵/ ۵۲۶، الرقم: ۳۴۹۹، والنسائی فی السنن الکبریٰ، ۶/ ۳۲، الرقم: ۹۹۳۶، وعبد الرزاق فی المصنف، ۲/ ۴۲۴، الرقم: ۳۹۴۴، والنسائی فی عمل الیوم واللیلۃ، ۱/ ۱۸۶، الرقم: ۳۴۲۸، وفی مسند الشامیین، ۱/ ۴۰۴، الرقم: ۸۰۳، والبیھقی فی السنن الصغریٰ، ۱/ ۴۷۷، الرقم: ۸۳۹۔ ۸۴۰، وابن رجب فی جامع العلوم والحکم، ۱/ ۲۷۳، والمنذری فی الترغیب والترھیب، ۲/ ۳۲۱، الرقم: ۲۵۵۰، والعسقلانی فی فتح الباری، ۱۱/ ۱۳۴، والمبارکفوری فی تحفۃ الأحوذی، ۲/ ۱۷۲)

اور کہا گیا ہے کہ جب تم اپنی فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں مشغول ہو جاؤ۔[26]

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاذافرغت قال۔من الصلوٰۃ المکتوبة و الیٰ ربک فارغب فی المسألة و الدعاء۔و قال ایضاً فاذافرغت من الصلاۃ المکتوبة فانصب الیٰ ربک فی الدعاء و ارغب فی المسألة یعطیک۔

پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سوال اور دعا کیلئے رجوع کرو۔اور اسی طرح فرمایا پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے رب سے دعا کیلئے کھڑے رہو اور اسی کی طرف سوال کیلئے رجوع کر و وہ تم کو عطا فرمائے گا۔[27]

امام ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاذافرغت فانصب اذافرغت من صلاتک فانصب الی ربک فی الدعاء و ارغب۔

جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا کیلئے کھڑے رہو اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔[28]

امام عبد الرزاق بن ھمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عن معمر عن قتادة فی قوله تعالیٰ فاذافرغت فانصب۔قال اذافرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

اللہ تعالیٰ کے قول {فاذافرغت فانصب} کے تحت حضرت قتادة نے فرمایا کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوں تو دعا کیلئے کھڑے رہیں۔[29]

---

[26] (تنویر المقیاس علی درمنثور جلد ٦ ص ٣٢١)
[27] (تفسیر ضحاک جلد ٢ ص ٩٧٧ برقم ٢٩٧١ :دار السلام قاھرہ)
[28] (تفسیر معانی القرآن جلد ٢ صفحہ ٢٠ :دار السرور)
[29] (تفسیر عبد الرزاق جلد ٣ صفحہ ٤٣٩ برقم ٣٦٤٥ :دار الکتب العلمیة)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثنی علی قال ثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس رضوان اللہ علیھم اجمعین فی قولہ۔ (فاذا فرغت فانصب) یقول فی الدعاء۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "**فاذا فرغت فانصب**" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب تم (نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا کیلئے اپنے رب کی طرف رجوع کرو)۔[30]

نمبر (۲):

حدثنی محمد بن سعد قال ثنا ابی حدثنی عمی قال ثنا ابی عن ابیہ عن ابن عباس رضوان اللہ علیھم اجمعین (فاذا فرغت فانصب) یقول فرغت مما فرض علیک من الصلاۃ فسئل اللہ وارغب الیہ وانصب لہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ، جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کی ہے، تو اللہ سے سوال کرو اور اسی کی طرف رغبت کرو اور اسی کیلئے کھڑے رہو۔[31]

نمبر (۳):

حدثنا بشر قال ثنا یزید قال ثنا سعید عن قتادۃ قولہ۔ (فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب) قال امرہ اذا فرغ من صلاتہ ان یبالغ فی دعائہ۔

حضرت قتادہ حضرت رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس {**فاذا فرغت فانصب والی ربک فرغب**} کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ جب آپ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں تو اپنی دعا میں مبالغہ کریں۔[32]

---

[30] (جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۲ جز ۳۰ صفحہ ۱۵۱ مکۃ المکرمۃ)

[31] (جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۲ جز ۳۰ صفحہ ۱۵۱)

[32] (جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۲ جز ۳۰ صفحہ ۱۵۲)

نمبر (۴):

حدثناابن عبدالاعلی قال ابو ثور عن معمر عن قتادۃ فی قو له فاذافرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو۔[33]

ابو الحسن علی بن محمد بن محمد حبیب الماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

{فاذافرغت فانصب والی ربک فارغب}فیه اربعة تاویلات احدهافاذافرغت من الفرائض فانصب من قیام اللیل قاله ابن مسعود الثانی فاذافرغت من صلاتک فانصب فی دعائک قاله الضحاک{والی ربک فارغب} فیه ثلاثة اوجه،احدها:فارغب الیه فی دعائک قاله ابن مسعود۔۔۔۔

{فاذافرغت فانصب} اس میں چار تاویلات ہیں ان میں سے پہلی: جب تم فرائض سے فارغ ہو جاؤ تو رات کے قیام کیلئے کھڑے ہو جاؤ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، دوسری جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی دعا کرنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ یہ امام ضحاک نے کہا۔ **{والی ربک فرغب}** اس میں تین وجہ ہیں پہلی تو اپنی دعا میں رغبت کرو یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔[34]

ابو قاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فاذافرغت من الصلاۃ المفروضة علیک فانصب فی الدعاء۔

یعنی جب تم نماز جو تم پر فرض کی گئی ہے سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو۔[35]

---

[33] (جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۲ جز ۳۰ صفحہ ۱۵۲)

[34] (النکت والعیون تفسیر الماوردی ج۶ ص ۲۹۹-۲۹۸ دار الکتب العلمیه)

[35] (تفسیر القشیری المسمی لطائف الاشارات جلد ۳ صفحہ ۴۳۳، دار الکتب العلمیة)

عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف ابی زید الثعالبی المالکی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عن ابن مسعود وعن مجاھد۔ فاذا فرغت من العبادۃ فانصب فی الدعاء۔

حضرت ابن مسعود اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم عبادت سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو۔[36]

حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر فرماتے ہیں:

وقال ابن عباس (فاذا فرغت فانصب) یعنی فی الدعاء۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم (نماز) سے فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگنے میں کوشش کرو۔[37]

حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اخرج ابن حمیدوابن جریروابن المنذروابن ابی حاتم وابن مردویه عن طریق ابن عباس فی قوله{فاذافرغت فانصب}قال اذافرغت من الصلاۃ فانصب فی الدعاء واسال اللہ وارغب الیه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا، کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگو اور اللہ کریم سے سوال کرو اور اس کی طرف راغب ہو جاؤ۔[38]

---

[36](اوراس کے محقق نے اس کے ذیل میں اس کی تخریج کرتے ہوئے لکھا ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۶۲۸ برقم ۳۷۵۴۱ عن ابن عباس وذکرہ البغوی جلد صفحہ ۵۰۳ وابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۳۶)

[37](مختصر تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۵۳)

[38](تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

نمبر (۲):

واخرج ابن ابی الدنیافی الذکرعن ابن مسعودرضی اللہ عنہ فاذافرغت من الصلاۃ فانصب الی الدعاءوالی ربک فارغب فی المسئلۃ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایاکہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤتو خشوع و خضوع کے ساتھ دعامانگواوراپنے رب کی طرف سوال کرنے کیلئے راغب ہو جاؤ۔

نمبر (۳):

واخرج عبدالرزاق وعبد بن حمیدوابن جریروابن منذرعن قتادۃفاذافرغت فانصب قال اذافرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤتو خشوع و خضوع کے ساتھ دعامانگو۔[39]

نمبر (۴):

واخرج عبدبن حمیدوابن نصرمن الضحاک فاذافرغت قال من الصلاۃ المکتوبۃ والی ربک فارغب فی المسئلۃوالدعاء۔

حضرت ضحاک نے فرمایاکہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو جاؤتو دعااور سوال کیلئے اپنے رب کی طرف راغب ہو جاؤ۔[40]

---

[39] (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۵ ۶ ۳وقیام اللیل للمروزی صفحہ ۳۰)

[40] (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۵ ۶ ۳وقیام اللیل للمروزی صفحہ ۳۰)

قارئین کرام! اس آیت اور صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباس اورابن مسعود رضی اللہ عنہما اور تابعین وآئمہ وغیرہ سے نقل کی گئی تفسیر سے دعامانگناہر نماز کے بعد نہ صرف جائز بلکہ حکم ربانی سے ثابت ہوا۔

اللہ رب العزت فرماتاہے کہ:

فَإِذَاقَضَيْتُمُ الصَّلَاةَفَاذْكُرُو االلّٰهَ قِيَامًاوَقُعُودًا (النساء۱۰۳)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔

یعنی دائماًاس سے ثابت ہو چکادعابعد از نماز جنازہ کیونکہ مفسرین و محدثین کے نزدیک ذکر بھی عین دعاہے۔[41]

فرض نماز کے بعد دعائیں مقبول ہوتی ہیں

جیساکہ حدیث شریف میں آیاہے:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ"۔[42]

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، فرمایا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ کون سی دعاء زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا آخری رات کے بیچ میں اور فرض کے بعد۔" جبکہ نماز جنازہ فرض نماز ہی ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد دعا سنی جاتی ہے، تو جس دعا کو حضور ﷺ دعائے مقبول فرماتے ہیں اور بعض متعصب علماء اس کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں تو آپ ان کا حکم خود سوچیں۔

---

[41] (تنویر الایمان فی اتباع مذہب نعمان صفحہ ۲۴۰)

[42] (رواہ الترمذی ثم مشکوۃ ص ۸۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علمائے دیوبند کے علامہ رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور مولانا محمد زکریا نے الکوکب الدری علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۹۱ میں لکھا ہے (ترجمہ: نماز میں ضمنی دعاؤں پر ہمیں اکتفا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مستقل دعا نمازوں کے بعد ضروری ہے۔ تو دعا نہ کرنے والوں کو تعزیر دیا جائے گا اور معذور تصور نہ کیا جائے گا۔)

ملا علی قاری صاحب کا یہ فرمانا:

"وَلَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ۔[43]

اس کو فقہاء نے اس طرح ذکر فرمایا ہے:

"لا يقوم بالدعاء فی قراءۃ القرآن لاجل الميت بعد صلاۃ الجنازۃ"۔[44]

یعنی "کہ مردے کے جنازہ کے بعد (سلام سے پہلے) دعا نہ کریں اس لئے کہ نماز جنازہ میں زیادتی کرنے سے مشابہ ہو جاتی ہے۔ لمبی چوڑی دعا نہ کریں، قرآن پاک پڑھنے میں مردے کے لئے"۔

اس سے بعض کم علم لوگ نماز جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد دعا کو ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ لوگ تو نماز جنازہ کی تعریف سے ناواقف ہیں۔ نماز جنازہ کی تعریف تمام فقہاء کرام یہ کرتے ہیں:

تعریف نماز جنازہ:

"ھی أربع تکبیرات" کنز وبحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۳، اور النہر الفائق شرح کنز ج ۱ ص ۳۹۳ و ردالمحتار مع الدر مختار ج ۱ ص ۵۸۵ میں اس طرح ہے۔ اور ایک محاورہ ہے کہ

---

[43] (مرقاۃالمفاتیح، ج۴ ص ۶۴)

[44] (خلاصۃالفتاویٰ ص ۲۲۵)

"کلام الملوک ملوک الکلام" یعنی بادشاہوں کی باتیں، باتوں کی بادشاہ ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کم علم علماء ان کی باتوں کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

اس لئے فقہاء کرام کا مطلب یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے پہلے لمبی چوڑی دعاء نہ مانگے۔

فتح الباری میں ہے:

من قام علی الشیء اذا داوم علیه۔

اس طرح قرآن کریم کی سورہ توبہ آیت ۲۱ میں ہے: نعیم مقیم اور آیت ۲۶ میں ہے: ذلک دین القیم اور آیت ٦٨ میں ہے و لهم عذاب مقیم اور سورہ روم آیت ۳۰ میں ہے الدین القیم اور سورہ شوریٰ آیت ۴۵ میں ہے فی عذاب مقیم اور سورہ زمر آیت ۴۰ میں ہے عذاب مقیم۔

جیسا کہ یہاں مذکورہ آیتوں میں دائمی ثواب اور دائمی عذاب کا ذکر ہے۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ